
عمران سیریز ناول
خاموش دھمکی
نورین خان

عمران سیریز ناول

خاموش دھمکی

نورین خان

عمران سیریز ناول: خاموش دھمکی

عمران اپنے گھر میں بیٹھ کر اپنے سامنے غیر اہم کتابوں کے ڈھیر کو خالی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

حال ہی میں دن کافی سست روی سے گزر رہے تھے۔ کوئی بڑا کیس نہیں تھا، کوئی چیلنج نہیں، صرف لامتناہی اخبارات اور فائلوں کی کارروائی۔

عمران نے پورا گودام کھول رکھا تھا وہ اپنی کرسی پر پیچھے جھکا اور سانس لی، میز پر اپنے قلم کو ٹیپ کرتے ہوئے، جب اس کا فون اچانک بجنے لگا۔

کیا کر رہے ہو؟

میں جو بھی کر رہا ہوں تمھیں اس سے مطلب؟ کتنی بار کہا ہے کہ مجھے فون مت کیا کرو ورنہ۔

ورنہ کیا بتایئے نہ؟

ورنہ یہ کہ تمھارا پتہ معلوم کر کے تمھاری شادی کسی گدھے سے کروا دوں گا سمجھی۔۔

نہیں سمجھی تو آپ کیوں شادی نہیں کرتے؟

کیونکہ مجھے ابھی وہ گدھی ملی نہیں اور عمران فون بند کر دیتا ہے۔

یہ انجان لڑکی ہمیشہ عمران کو فون پر تنگ کرتی رہتی تھی۔

صاحب کس کا فون تھا؟ سلیمان اچھی طرح جانتا تھا کہ وہی لڑکی ہوگی۔

تمھاری ساس کا فون تھا اس نے کہا ہے کہ ہم سلیمان کو اپنی لڑکی نہیں دینگے کیونکہ وہ اپنے باس کا آدھا خرچہ ہڑپ کر جاتا ہے۔

یہ آپ مجھ پر بلاوجہ کے الزام مت لگایا کریں ورنہ۔۔

ورنہ کیا گدھے؟ بتاو نہ

ورنہ میں آپکی چائے میں آئندہ چینی نہیں ڈالوں گا۔

اسی دوران عمران کا فون بجنے لگتا ہے۔

"عمران"، سر سلطان، ان کے عزیر سر وزیر خارجہ کے سیکرٹری کی آواز آئی۔

"ہاں جناب؟" عمران اٹھ کر بیٹھ گیا، اس کی توجہ فورا تیز ہوگئی۔ کیسے ہی سر آپ؟

"اب میرے دفتر آ جاؤ،" سر سلطان نے کہا، اس کا لہجہ فوری اور جلدی میں تھا۔ "ایک نیا کیس ہے۔" اہم ہے۔"

عمران کے دل کی دھڑکن رک گئی۔ ایک نئے کیس کا سنسنی کچھ ایسا تھا جس کی وہ کئی دنوں سے خواہش کر رہا تھا۔

یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے مگر میں کل نہیں بلکہ ابھی آتا ہوں۔"

دوسرا خیال کیے بغیر، اس نے اپنا کوٹ پکڑا اور گھر سے باہر نکل گیا۔

عمران سر سلطان کے دفتر میں داخل ہوا، جہاں ایک اور بوڑھا آدمی پہلے ہی انتظار کر رہا تھا۔

سلطان کو دباؤ میں اور پریشان کن حالات میں بھی پرسکون رہنے کی خداداد صلاحیت حاصل تھی، لیکن آج ان کا معمول کا سکون تشویش سے بھرا ہوا تھا۔

جو انکے چہرے سے صاف نظر آ رہا تھا۔

"عمران،" سر سلطان نے شروع کیا، "ہماری حالت سنگین ہے۔

کیوں سر حالت کیوں سنگین ہے؟ کیا مطلب۔؟

بس کیا بتاوں عمران بیٹے میرے ایک جاننے والے
امیر تاجر چودھری خلیق الدین کو متعدد دھمکیاں ملی ہیں۔
وہ اپنی زندگی اور اس سے بھی بدتر اپنے خاندان کی حفاظت کے لیے، بہت خوفزدہ ہے۔
میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کیس کو سنبھالیں، لیکن یہ معاملہ کافی نازک ہے۔اس میں کافی الجھاو ہے
اور خطرے سے زیادہ کچھ اور بھی ہے۔"
عمران نے سر ہلایا، اس کا دماغ پہلے ہی ممکنہ منظرناموں سے گزر رہا تھا۔" کس قسم کی دھمکیاں؟
سر سلطان نے اسے ایک موٹا لفافہ دیا۔" یہ خطوط ہیں۔" ہر ایک آخری سے زیادہ خطرناک ہے۔"
عمران نے پہلا خط نکال کر لفافہ کھولا۔ یہ ٹائپ کیا گیا تھا، لیکن ان الفاظ نے اسکے جذبات کو ٹھنڈا کر دیا:
" خلیق الدین، گھڑی ٹک ٹک کر رہی ہے۔ایک غلط اقدام، اور وقت ختم ہو جائے گا۔"
دھمکی نہ ہوئی بلکہ گھڑی ہوئی ٹک ٹک عمران نے منہ بنایا۔
اس نے دوسرا خط اپنی نظروں سیا سکین کیا۔ یہ اس سے بھی زیادہ عجیب تھا، اس کے خاندان کے لیے خطرہ بے مثال تھا:
"اگر آپ نے اس کی تعمیل نہیں کی تو آپ کی بیوی اور بچوں کو تکلیف پہنچے گی۔ہم آپ کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں۔*"
احمق کہی کے پہلے یہ لکھ لیتے کہ کس بات کی تعمیل؟
سوری سر دھمکیاں دینے والا گدھا ہے ایک نمبر کا۔
سر سلطان آنکھوں سے عمران کو اشارہ کرتے ہیں۔
عمران کے چہرے پے حیرت چھائی ہوئی تھی۔تعمیل کرنے والا پیغام صرف ایک خطرہ نہیں تھا- یہ ایک انتباہ تھا۔
مجرم جو بھی تھا چودھری خلیق الدین کی زندگی کے بارے میں کوئی بہت کچھ جانتا تھا۔
"اس کے پیچھے کون ہے؟" عمران نے پوچھا، اس کی آواز مستحکم لیکن پرعزم تھی۔
سر سلطان رک گئے، ان کا اظہار گھمبیر سا تھا۔" یہی ہمیں جاننے کی ضرورت ہے۔"
چودھری صاحب کا کوئی دشمن نہیں ہے جو اسے مارنا چاہے، کم از کم کوئی ایسا نہیں جو واضح ہو۔
لیکن ان دھمکیوں کے بارے میں کچھ... وہ بہت درست ہیں۔اس کے پیچھے والا شخص جو کوئی بھی ہے اسے قریب سے دیکھ رہا ہے۔"
اور وہ چودھری صاحب کے گھر پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔"
ہاں یہ بات تو آپکی ٹھیک ہے سر----
عمران سنگ مرمر کی بنی اونچی عمارت پر پہنچے جس میں چودھری انٹر پرائز تھی۔
اندر، سنگ مرمر کے فرش کرسٹل فانوس کی چمکدار شعاعوں سے چمک رہے تھے۔
استقبالیہ دینے والے نے ایک مشق شدہ مسکراہٹ کے ساتھ اس کا استقبال کیا لیکن اس کی آنکھوں میں کچھ تھا- اضطراب، شاید خوف بھی۔
کیا بات ہے جناب آپ عجیب طریقے سے مسکرا رہے ہیں؟ کیا میں آپکو الو نظر آتا ہوں۔
نہیں سر ایسی کوئی بات نہیں آپ اندر آیئے آپکا خوشامدید کرتے ہیں۔
اندر داخل ہوتے ہی ایک آدمی اسکا پہلے سے منتظر تھا جیسے۔آیئے جناب۔۔۔۔؟
پرنس آف ڈھمپ۔۔

"

مسٹر پرنس. چودھری خلیق الدین صاحب آپ کا انتظار کر رہے ہے،

"اس نے کہا، اس کی آواز سے اس کی گھبراہٹ صاف دیکھائی دے رہی تھی جب اس نے اسے لفٹ تک پہنچایا۔

عجیب لوگ ہے سب ایسے گھبرا رہے ہیں جیسے سیلاب آنے والا ہو۔

عمران نے لفٹ میں قدم رکھا، جو تیزی سے اوپر کی منزل پر چڑھ گئی۔

جیسے ہی دروازے کھلے، چودھری صاحب کے دفتر کو دیکھ کر ان کا استقبال کیا گیا۔

کمرہ کافی وسیع، کم سے کم، اس قسم کی جگہ تھی جہاں ایک طاقتور آدمی بیٹھ کر کاروبار کر سکتا تھا۔

لیکن آج ماحول مختلف محسوس ہوا۔ وہاں ایک عجیب سی بےچینی تھی، جو واضح اور بےچین کرنے والی تھی۔

چودھری خلیق الدین، جو کوٹ پینٹ میں ملبوس تھا، کھڑکی کے پاس کھڑا تھا، باہر شہر کی طرف گھور رہا تھا۔

وہ ہر طرح سے ایک کامیاب سی ای او کا عکس نظر آتا تھا۔ شاندار سوٹ، پراعتماد پرسنیلیٹی مگر اس کی آنکھوں میں تھکاوٹ تھی جسے چھپایا نہیں جا سکتا تھا۔

تشریف رکھئے جناب۔۔۔؟

مجھے پرنس آف ڈھمپ کہتے ہیں۔

"پرنس،" اس نے تفتیش کار کا سامنا کرتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کے اتنی جلدی آنے کی تعریف کرتا ہوں۔"

مجھے افسوس ہے کہ آپ کو ایک بہت ہی پریشان کن صورتحال میں ڈال دیا گیا ہے۔"

مجھے سر سلطان نے آپکے آنے کی اطلاع دی تھی۔"

عمران نے سر ہلایا اور چودھری خلیق الدین کے سامنے بیٹھ گیا۔ "میں نے خطوط پڑھ لیے ہیں۔

"دھمکیاں واضح ہیں، لیکن مجھے مزید جاننے کی ضرورت ہے۔ آپ کے خیال میں یہاں کیا ہو رہا ہے؟ کون آپ کو نقصان پہنچانا چاہے گا؟"

چودھری صاحب نے گہری سانس لی، اس کے ہاتھ میز پر مٹھی بھر رہے تھے۔

"مجھے نہیں معلوم۔

"میں نے اس کمپنی کو بنانے کے لیے سخت محنت کی ہے، لیکن میں نے ہمیشہ صاف رہنے کی کوشش کی ہے۔

کوئی شیڈی لین دین نہیں، کوئی دشمن نہیں جس سے میں واقف ہوں۔

گزشتہ چند ماہ... مختلف تھے، اگرچہ. میری ذاتی زندگی، میرا شیڈول۔ کوئی مجھے دیکھ رہا ہے۔

اور اب یہ دھمکیاں ظاہر ہو رہی ہیں۔ گویا وہ میری ہر حرکت کو جانتے ہیں۔"

جب آپکے شیڈی لین دین نہیں کوئی غلط کام نہیں تو پھر پریشان مت ہوں جناب۔

عمران آگے جھکا اور چودھری صاحب کے چہرے کا مطالعہ کر رہا تھا۔

" کیا حال ہی میں کچھ غیر معمولی ہوا ہے؟ کوئی عجیب ملاقات یا لوگ؟"

چودھری خلیق الدین کی نگاہیں اس کی میز پر موجود فریم شدہ تصاویر پر مرکوز ہو گئیں۔

اس کی بیوی، اس کے بچے۔ "مجھے کچھ عجیب فون آئے، شروع میں کچھ بھی غیر معمولی نہیں تھا۔

لیکن پچھلا ہفتہ ایک ڈراؤنا خواب رہا ہے میرے لئے۔ میری بیوی، رضیہ وہ بہت خوفزدہ ہے۔

آخری خط میں اس کا نام لکھا ہوا تھا اور بچوں کا ذکر بھی تھا۔"

اچھا تو یہ بات ہے یعنی وہ گدھا سب جانتا ہے۔

کون گدھا جناب؟
ارے وہی گدھا جسے صحیح دھمکیاں لکھنے بھی نہیں آتی نالائق کہی کا۔
چوہدری صاحب کا دل دھڑ کنے لگا۔
یہ دھمکیاں کتنی ذاتی ہو گئی تھیں میں اس بارے میں کچھ پریشان کن حالات میں تھا۔
شائد وہ میرے خاندان کے بارے میں کوئی بہت کچھ جانتا تھا۔
"مجھے آپ کی سیکورٹی ٹیم سے بات کرنی ہے۔
آیئے دیکھتے ہیں کہ کیا اس بات کا کوئی اشارہ ہے کہ کوئی آپ کا تعاقب کر رہا ہے، یا کسی کو آپ کے شیڈول تک رسائی حاصل ہے۔" عمران نے کہا۔
جی ضرور عمران اسے استقبال والے آدمی کیساتھ سیکورٹی روم جانے لگتا ہے

--

چوھدری خلیق الدین کی حویلی شہر کے مضافات میں دولت اور شان وشوکت کی یادگار کی طرح کھڑی تھی۔
پھلوں سے لدے ہوئے باغات سے گھرا ہوا، یہ گھر عیش وعشرت کا مجسمہ تھا۔
ایک وسیع وعریض حویلی جس میں لمبی، محراب دار کھڑکیاں، سنگ مرمر کے مہنگے فرش، اور دیواریں دنیا بھر کے انمول فن سے آراستہ تھیں۔
تازہ چنبیلی کی خوشبو ہوا میں مہک رہی تھی، اور پس منظر میں کلاسیکی موسیقی کی نرم آواز سنائی دی رہی تھی، جس سے نفاست کی فضا پیدا ہو رہی تھی۔
اور ایک پرسکون سا ماحول محسوس ہو رہا تھا۔"
اندر، الگ تھلگ ارب پتی، چودھری خلیق الدین، ایک خصوصی اجتماع کی میزبانی کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔
لندن سے مہمان - ممتاز انگریز تاجر اور پرانے دوست - اس شام پہنچ رہے تھے۔
یہ حویلی نوکروں کی حیثیت سے سرگرمیوں سے بھری ہوئی تھی،
جو نسلوں سے خاندان کے وفادار تھے، ادھر ادھر گھومتے تھے، اس بات کو یقینی بناتے تھے کہ سب کچھ کامل ہو۔
سارے نوکر انتہائی مودب اور وفادار نظر آ رہے تھے۔
گو یا چودھری خلیق الدین صاحب نے خاموشی سے اپنی ایک خوبصورت سلطنت بنائی تھی،
سائے میں خوش قسمتی جمع کی تھی، اور اب اس کا اثر ورسوخ شہر کی سرحدوں سے بہت آگے تک پھیل گیا تھا۔
اس کے دوستوں کا دائرہ اشرافیہ کافی وسیع تھا، اور اس کے نجی معاملات راز داری میں ڈوبے ہوئے تھے۔
شام کا اجتماع نئے کاروباری سودوں اور دیرینہ دوستی کا جشن منانے کے لیے تھا کئی بزنس ڈیل ہونے تھے،
لیکن رات کے بارے میں کچھ عجیب سا محسوس ہوا۔ حویلی کی شان وشوکت بھی چھپ نہیں سکتی تھی۔
عمران نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالا اور اسے پھاڑنے لگا تھا مگر اسکی نگاہیں بدستور آس پاس کے لوگوں پر مرکوز تھیں۔"
دروازے کی گھنٹی بجی، جس سے پہلے مہمانوں کی آمد کا اشارہ ملتا ہے۔
چودھری صاحب کے مینجر رشید بڑی سیڑھیوں کے قریب کھڑا تھا،
گرمجوشی سے ہر مہمان سے ہاتھ ملا کر اور ایک دلکش مسکراہٹ کے ساتھ ہر ایک کا استقبال کر رہا تھا۔ مہمان حویلی کے اندر آ رہے تھے۔
تقریب شروع ہوئی، مہمان ایک دوسرے سے گھل مل گئے تھری پیس سوٹوں میں ملبوس شہر کے نامی گرامی رئیس سب تقریب میں موجود تھے۔
ویٹر چاندی کی ٹرے پر شیمپین اور لذیذ کھانے پیش کرتے ہوئے کمروں میں خوبصورتی سے گھومتے رہے۔

ایک ویٹرعمران کومشروب کا گلاس دینے لگتا ہےتو وہ انکار کر دیتا ہے۔
میں شراب نہیں پیتا یہ اسلام میں حرام ہے۔
وہ ویٹرتحسین بھری نگاہوں سے اسے دیکھتا ہےاور پھر اورنج جوس کا گلاس تھما دیتا ہے۔"
شاندار ماحول کے باوجود، ماحول میں کچھ کمی سی تھی خاموشی سی تھی، جیسے کہ سطح کے بالکل نیچے خاموشی سے کوئی طوفان چل رہا ہو۔
عمران مسلسل لوگوں پرنظر رکھے ہوئے تھا۔"
جیسے جیسے شام گزرتی گئی، سورج افق کے نیچے ڈوبتا گیا،
اورحویلی کی بیرونی روشنیاں زندگی کی مانند چمکنے لگیں،
جس سے پورے باغ میں ایک قدرتی روشنی کی مانند سماں سارا روشن ہو گیا۔
اسی عین لمحے میں ذہانت اوراحمقانہ طبیعت کے ماہرعمران پہنچے۔
حالانکہ اسے مدعو نہیں کیا گیا تھا۔
لیکن اس کے ہر جگہ گھسنے کا ایک سے بڑھ کر ایک نایاب طریقہ ہوتا تھا،
ایسے حالات میں گھل مل جانے کی صلاحیت جہاں دوسرے کھڑے ہو سکتے ہیں صرف وہی جانتا تھا۔
اسے سر سلطان نے چند گھنٹے پہلے ہی اطلاع دی تھی،
اوراب، چودھری خلیق الدین کی عظیم حویلی کے دروازوں پر کھڑے ہوکر، عمران کو معلوم تھا کہ اسے تیزی سے کام کرنا ہے۔
انہیں دعوت نہیں دی گئی تھی، لیکن سر سلطان کا پیغام واضح تھا: "عمران، آپ کو وہاں ہونا چاہیے۔
چودھری خلیق الدین کی جگہ پر کچھ گڑ بڑ ہے۔کوئی راستہ تلاش کرو۔اور وہاں جاو اٹس مائی آرڈر*"
عمران کو ساری باتیں اوراخلاقیات پر مبنی درس یاد آرہے تھے۔
عمران اچھے کپڑے پہنے ہجوم کے ساتھ آسانی سے منیجر رشید سے ہاتھ ملاتے ہوئے مرکزی ہال میں داخل ہوئے۔
اوپر کے فانوس چمک رہے تھے، سنگ مرمر کے فرش پر چمکتی ہوئی لائٹس ڈال رہے تھے۔
پورے ہال میں گویا ستارے جھلملا رہے تھے، جبکہ ماحول میں خواتین وحضرات کی ہنسی اور شائستہ گفتگو گونج رہی تھی۔
منیجر رشید دو مہمانوں کے ساتھ بات چیت میں مصروف تھا، اس کی پیٹھ عمران کی طرف تھی، جو کمرے میں اسکی موجودگی سے بے خبر تھا۔
عمران نہیں رکا پورے ہال کا جائزہ لینے لگا۔
اس نے تیزی سے کمرے کو اپنی آنکھوں سے اسکین کیا، اس نے گفتگو کے ساتھ سر ہلاتے ہوئے رشید کی آنکھوں میں تناؤ کو دیکھا۔
اس کی حالت میں کچھ پریشان کن تھا۔ بہت بےچینی، بہت مجبور۔
یہ ایسا کچھ تھا جیسے وہ کوئی کردار ادا کر رہا ہو، کچھ گہرا راز چھپاتے ہوئے دنیا کے سامنے ایک بہترین امیج برقرار رکھنے کی کوشش کر رہا ہو۔
عمران کی چھٹی حس نے اسے بتایا کہ کچھ غلط ہے، لیکن وہ ابھی تک نہیں جانتا تھا کہ کیا غلط ہے۔
وہ اس وقت تو کچھ نہیں جان سکا کہ آج شام، اور یہ حویلی، رازوں سے بھری ہوئی تھی۔
منیجر صاحب آپکی طبیعت تو ٹھیک ہے نہ؟
ج۔۔ج۔۔جی۔۔۔ہاں منیجر رشید نے ہلکاتے ہوئے کہا۔
آپکی تعریف؟
جی مجھے پرنس کہتے ہیں یعنی پرنس آف ڈھمپ۔

معذرت خواہ ہوں میں نے کبھی اس ریاست کا نام نہیں سنا۔

نام نہیں سنا کوئی بات نہیں اگر دیکھا ہوتا تو میں افسوس کرتا۔

کیا مطلب پرنس؟

کچھ نہیں میری بکری نے مرغی کا بچہ دیا ہے۔

کیا کیا۔۔میں سمجھا نہیں پرنس؟

پرنس آف ڈھمپ!

ہاں ہاں وہی جناب کیا آپ نے مشروب لیا؟

جی بالکل پیا ہے مگر ام الخبائث شراب سے دور رہتا ہوں۔کیونکہ اماں جی کہتی تھی کہ شراب اسلام میں حرام ہے۔

اور پرنس آف ڈھمپ ایک مسلمان گھرانے کا فرزند ہے۔اور میں خدا کا تابعدار بندہ ہوں۔

اس لئے میں دودھ اور لسی پیتا ہوں میرے لئے وہی مشروب ہے۔

آپ کافی دلچسپ آدمی ہے پرنس۔

ویسے آپ نے بتایا نہیں آپ پریشان کیوں ہے؟ منیجر رشید جیب میں ایک چھوٹا سا کاغذ کا پرزہ چھپانے کی کوشش کر رہے تھے۔

اجازت چاہتا ہوں پرنس آپکا دن اچھا گزرے۔

دن نہیں منیجر صاحب آپکی شام اچھی گزری ابھی تو شام ہے نہ۔

عمران نے نیلی پتلون پیلی قمیض اور گلابی ٹائی باندھی ہوتی ہے۔

جو بھی اسے دیکھتا ہے ہنس ہنس کے اسکو دیکھتے ہیں۔اسی دوران ایک فیشن ایبل عورت اسے دیکھتے ہوئے دور سے آتی دکھائی دیتی ہے۔

ہیلو ینگ مین! میں کیا میں آپکو جانتی ہوں؟

کیوں آپکو مجھے جاننے کی کیا ضرورت ہے۔؟

ویسے عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

وہ اس لئے کہ مجھے نہیں لگتا کہ میں نے آپکو اس تقریب میں مدعو کیا ہے؟

مدعو کرنے سے کیا ہوتا ہے؟

میں خود بلایا ہوا مہمان ہوں سمجھی۔

خود بلایا ہوا یا بن بلایا ہوا مہمان؟

چودھری بلایا ہوا مہمان۔۔

اوہ! اچھا آپ میرے شوہر کے بلائے گئے مہمان ہے۔

آپ سے مل کر بالکل خوشی نہیں ہوئی ایک تو آپ نے بیھودہ لباس پہن رکھا ہے۔

مہمان کم جوکر زیادہ لگتے ہیں۔

کیوں جوکر انسان نہیں ہوتے میڈیم؟

میم رضیہ پیار سے سب مجھے رضو کہتے ہیں۔

رضو کہتے ہیں یا جازو کہتے ہیں مجھے ذرا مشروب پینا ہے۔اجازت چاہتا ہوں۔"

جیسے ہی وہ کمروں سے گزر را، اس نے گفتگو کرتے ہوئے چودھری صاحب کو ایک سیٹھ کریم کیساتھ کاروباری سودوں پر تبادلہ خیال کرتے ہوئے دیکھا،

پرانے سودے بازی اور وہی معاملات لیکن اس سب میں کچھ عجیب تھا، ایک کھوکھلی بات جس نے عمران کے کان بجائے۔

یہ لوگ یہاں صرف دوستانہ اجتماع کے لیے نہیں آئے تھے۔ نہیں، کچھ اور بھی تھا۔ جو صرف عمران ہی محسوس کر سکتا تھا۔"

عمران کی نگاہیں ایک بڑے ہال کے آخر میں ایک دروازے کی طرف جھکی ہوئی تھیں جو تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔

یہ ایک سائیڈ پر کمرہ تھا- گھر کے ان چند کمروں میں سے ایک جو مہمانوں کے لیے کھلے نہیں تھے۔

وہ خاموشی سے اس کے قریب پہنچا، موٹی قالینوں پر اس کے قدم بے آواز تھے۔

برآمدے میں آ گیا تا کہ جب اسکے سامنے مہمان گزرے تو وہ سب کو قریب سے دیکھ سکیں۔

تقریبا دس منٹ بعد سیٹھ کریم اس خاص کمرے سے باہر نکلا اور اسکے بعد دو، تین غیر ملکی گورے مہمان اسکے پاس سے گزرے لیکن وہ سب میک اپ میں نہیں تھے۔

باقی ٹائم عمران اس منیجر کو چیک کرتا رہا، میں نے نوٹ کیا کہ اپنی بےچینی میں ادھر ادھر پریشان پھر رہے تھے۔

چند لمحے ٹھہر کر اس نے بلیک زیرو کا نمبر ڈائل کیا دوسری طرف سے بلیک زیرو نے فورا رسیوں اٹھالیا۔

یس باس اٹ از بلیک زیرو آن لائن۔

میں ہوں ایکسٹو فورا ایک شخص کا تعاقب کرو ابھی ابھی حویلی سے باہر گیا ہے۔

جولیا اور ہدہد کی ڈیوٹی آس پاس لگاو پرندہ بھی اڑنے نہ پائے۔ اوور۔۔

او کے باس سمجھ گیا اور بلیک زیرو رسیور رکھ دیتا ہے۔

اندر، سیٹھ کریم اکیلے کھڑا تھا، اس کی پیٹھ دروازے پر تھی، کاغذوں سے بھری میز پر جھک کر۔

اس کا چہرہ تناؤ کا شکار تھا، اس کی آنکھیں دستاویزات پر ایسے جھپک رہی تھیں جیسے وہ انہیں پڑھ رہا ہو، پھر بھی واقعی کچھ بھی جذب نہیں کر رہا تھا۔

عمران کمرے کے بالکل باہر، پردوں کے سائے میں چھپ کر، دیکھ رہا تھا۔

اچانک سیٹھ کریم وہاں سے نکل کر باہر ہال میں چلے گئے۔

پھر، جیسے کہ اشارہ پر، سیٹھ کریم کی آواز نے خاموشی توڑ دی، تقریبا چودھری خلیق الدین صاحب کی بیوی رضیہ سے نرمی سے بات کرتے ہوئے۔

"تم جانتی ہو، مجھے ان پر اعتماد نہیں ہے۔" یہ منیجر ایک دم نکما اور ہڈ حرام ہے۔

ہاں کریم یہ تو مجھے پتہ ہے مگر چودھری صاحب اسے نوکری سے نکالتے ہی نہیں نازا انداز سے جواب دیتے ہوئے۔

عمران اگرچہ مہمانوں کیساتھ بیٹھا ہوا لاتعلق جوس پی رہا تھا اور ساتھ ساتھ ایک موٹی کتاب بھی پڑھ رہا تھا۔

کیا میں آپکے ساتھ بیٹھ سکتی ہوں ایک اڈھیر عمر زبردستی جوان دیکھنی والی خاتون عمران کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئی۔

جی نہیں آپکو اجازت نہیں۔

وہ خاتون ناراض نظروں سے اسے گھورنے لگی۔ اگر میں غلط نہیں تو آپ ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کے بیٹے علی عمران ہے؟

جو کبھی کبھی پولیس کے لئے کام کرتا ہے اور کبھی کبھی دوستوں کے کہنے پر۔

آنٹی آپ تو مجھے مروائیگی جی جی ضرور تشریف رکھئے اور دراصل آپ نے ٹھیک پہچانا میں ہی

پرنس علی عمران ہوں مجھے والد محترم نے گھر سے نکال دیا ہے۔

اوہ! بہت دکھ ہوا آپ ہمارے گھر آ سکتے ہیں۔

جی بہت شکریہ مگر میں اس تقریب میں زبردستی بلایا گیا ہوں آپ تو دیکھ ہی رہی ہوگی یہاں سارے بڈھے کھوسٹ اور بدذوق لوگ موجود ہیں۔

مگراب میں بہتر محسوس کرر ہا ہوں آپ جیسی حسین، پرکشس ،اور جوان لیڈی کو آپ نے کتنی قیمتی ساڑھی پہنی ہے۔

واہ کمال! میچنگ جولیوری بھی زبردست۔

وہ خاتون اپنی تعریف پے شرمانی لگی ویسے آپ فکرمت کریں میں یہاں کسی کو نہیں بتاوگی کہ آپ سر رحمان کے بیٹے ہے۔

تھینک یو میم اس بات پر عمران ایک گلاب کا تازہ پھول اسے پیش کرتا ہے۔

وہ خاتون خوشی خوشی اندر کی طرف مہمانوں کے پاس چلی جاتی ہے۔"

عمران پھر سے بلیک زیرو کا نمبر ملاتا ہے۔

دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز آتی ہے۔

لیس باس! میں اس بدمعاش کے گھر میں موجود

ہوں گردن سے پکڑ رکھا ہے آپ حکم کریں کیا اسے گولی ماردوں؟

بیلک زیرو نے اسے کہا جیسے وہ کوئی معمولی مچھر ہوا سکے سامنے۔

نہیں بلکہ اس نے کیا جواب دیا؟

باس! یہ مچھر بول رہا ہے کہ میں عمارتوں میں فانوس اور بجلی ٹھیک کرنے کا کام کرتا ہوں تقریبات میں مگر آج کام خراب کرنے گیا تھا۔

اس نے وہاں فانوس میں کچھ گڑبڑ کی ہے باس۔

او کے اسے دانش منزل میں لے جاواور پھر فیاض کے حوالے کر دو۔اوور اینڈ آل۔

عمران جلدی جلدی ہال میں پہنچتا ہے وہاں اسکی نظریں سب پر ہوتی ہے۔

سٹیج پر سیٹھ کریم اور دوسری طرف چودھری خلیق الدین صاحب بیٹھ گئے۔

عمران تیزی سے دوڑتا ہوا جاتا ہے اور چودھری صاحب کی کرسی کو پیچھے دھکا دیتا ہے جس سے چودھری صاحب زمین پر گر جاتے ہیں۔

سب کچھ جلدی میں ہوتا ہے کہ اچانک اوپر سے شیشے کا بھاری فانوس سیدھا چودھری صاحب کی کرسی کے عین جگہ پر گرتا ہے۔

چودھری صاحب پھٹی پھٹی آنکھوں سے عمران کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

شکریہ پرنس آپ نے میری جان بچالی اسی دوران سیٹھ کریم بھی چودھری صاحب کو سہارا دے کر اوپر کمرے میں لے جاتے ہیں۔

ہال میں افراتفری مچ جاتی ہے۔

مہمانوں کو وقت سے پہلے رخصت کر دیا جاتا ہے۔

منیجر رشید نے فون پر کسی کو اطلاع دے دی تھی۔

بیگم رضیہ آنسو بہا رہی تھی اور ٹشو پے ٹشو ضائع کر رہی تھی۔"

یہ کیا حرکت تھی رشید؟ سیٹھ کریم کافی غضب ناک ہو رہے تھے؟

جناب میری کوئی غلطی نہیں میں نے تو سارے انتظامات خود کئے تھے۔

تمھارا دماغ خراب ہے منیجر۔ بھلا خلیق الدین صاحب جیسے بھلے اور معزز شخص کی جان کوئی کون لینا چاہے گا؟

جان، مان، پان چھوڑئے جناب۔۔

جان کی امان پاوں تو کچھ عرض کروں؟

آپکی تعریف؟

جی مجھے پرنس کہتے ہیں۔ پرنس آف ڈھمپ۔

سیٹھ کریم صاحب آپ مائنڈ مت کریں یہ جوکرنما انسان چودھری صاحب کے مہمان ہے۔بیگم رضیہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
اوہ اچھا! وہ تو ٹھیک ہے مگر اس پرائیویٹ کمرے میں کیا کر رہے ہے؟
جی میری مرضی کمرہ چاہے پرائیوٹ ہو، یا کمرہ سرکاری ہو، یا کمرہ رینٹ پر ہو میں ہر جگہ آ جا سکتا ہوں۔
آخر آپ کس قسم کے انسان ہے۔سیٹھ کریم غصے سے بولا۔
جناب میں ہر قسم کا انسان ہوں۔
اسے کچھ مت کیئے کریم صاحب یہ میرے دوست کا لڑکا ہے۔چودھری خلیق الدین نے سب کے سامنے کہا۔۔
بیگم رضیہ کیا تم جمی نامی ورکر کو جانتی ہو؟ جو ایلکٹریشن کا م کرتا ہے؟
بیگم رضیہ چونک پڑی۔ایک لمحے کے لئے تو حیران پڑ گئی پھر اس نے اثبات میں سر ہلایا جی کام سے بلایا تھا اسے۔
کیا آپکو معلوم تھا کہ یہ فانوس اس نے چیک کئے تھے؟
نہیں مجھے کیا ضرورت یہ سب منیجر رشید کی ذمہ داری ہے۔
منیجر رشید کا چہرہ یک دم زرد پڑ گیا اور اپنی صفائی دینے لگا کہ میں اسے نہیں جانتا تھا۔
پہلے مجھے یہ بتاو پرنس۔۔تمھیں اس جمی سے کیا کام ہے؟
اس سے تمھارا کوئی مطلب نہیں۔" عمران نے جواب دیا۔
پھر آپ ہم سے کیوں سوالات کر رہے ہیں؟
چودھری صاحب کہاں ہے؟ ہم آ گئے ہیں۔" سوپر فیاض کی آواز گرجدار آواز کمرے میں گونجی۔
یس سر! منیجر رشید نے مودبانہ طور پر جواب دیا۔
بیٹھئے جناب چودھری صاحب نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، اس وقت وہ کافی مطمئن نظر آ رہے تھے۔
اچانک فیاض کی نظر عمران پر پڑی۔۔
حیرانی سے اسے دیکھنے لگے؟
آپ یہاں؟ عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا جی پرنس آف ڈھمپ یہاں مدعو ہے۔"
مگر کس لئے؟
مجھے یہاں ایک تولہ بادام، دو تولے چلغوزے اور عرق گلاب کی چھوٹی بوتل ملنی والی تھی اس لئے۔
کیا مطلب؟" فیاض کی آواز میں حیرت کے بجائے غصہ صاف نظر آ رہا تھا۔
مطلب وطلب کا پتہ نہیں اسکی میں سیاہی بناوں گا اور پھر چودھری صاحب کو لکھے گئے بچکانہ زنانہ خطوط کے جوابات لکھوں گا۔
آج کل بدمعاش لوگوں کو دھمکیاں دینا بھی نہیں آتا اور اوپر سے لکھنا بھی نہیں آتا۔"
تم نے کیا کہا پرنس؟
کچھ نہیں فیاض صاحب میں ذرا سیٹھ کریم سے چونچ لڑا رہا تھا۔یہ کافی عقلمند انسان ہے فانوس سے بال بال بچ گئے محفوظ تھے۔"
چودھری صاحب ہم نے پورے ہال کی تلاشی لی ہے اور معلوم ہوا ہے کہ فانوس کیساتھ چھیڑ چھاڑ کی گئی ہے۔
یہ تو صاف ظاہر ہے سوپر فیاض۔۔۔۔۔قاتل یہی چاہتا
تھا کہ چودھری صاحب زندہ نہ بچے۔
آپ کو کس پر شبہ ہے؟ فیاض نے پیشہ ورانہ انداز میں سوال جواب شروع کر دیئے۔

پرنس آپ سامنے کیوں دیکھ رہے ہے؟

کیوں دیوار کو دیکھنا منع ہے سوپر فیاض؟

نہیں پرنس مگر پھر بھی؟

سامنے دیوار پے بندر دیکھ رہا ہوں۔

کونسا بندر؟ یہاں تو کوئی بندر نہیں۔

نانسس، احمق، کہی کا بیگم رضیہ بڑبڑاتے لگی۔

فیاض سر سامنے کی دیوار پر وہ چھوٹی سی بندر کی تصویر۔۔۔منیجر رشید نے جواب دیا۔

اچھا خاصا آرٹ کا نمونہ ہے نہ سوپر؟

چودھری صاحب بیتحاشا ہسنے لگے یہاں تک کہ سیٹھ کریم بھی قہقہہ لگانے لگے۔

عجیب احمق انسان ہے آپ۔

بہت شکریہ آپ مجھے احمق سمجھ رہے ہیں، ورنہ ڈیڈی تو مجھے بالکل بدھو ہی سمجھتے ہیں۔"

کیا؟" سیٹھ کریم حیرانی سے بولے۔

دروازے کے پاس وہی خاتون کھڑی مسکرا رہی تھی۔

ارے آپ تو وہی عمران ہیں۔۔۔جس نے لندن میں

امریکی غنڈے مکلارنس کا گروہ توڑا تھا۔"

ارے آنٹی آپ پھر آ گئی؟

فیاض حیرت سے اس عورت کو دیکھ رہے تھے۔

منیجر رشید اس خاتون کو واپس ہال میں لے جانے لگتا ہے۔

یہ خاتون کس عمران کا ذکر کر رہی تھی؟ رضیہ کے چہرے پے حیرت چھائی ہوئی تھی۔

کوئی نہیں بیگم رضیہ آپ تشریف رکھئے اسے شاید غلط فہمی ہوئی ہے۔

فیاض نے بات ادھر ادھر اڑا دی۔

بیگم رضیہ کیا آپکو معلوم ہے کہ چودھری صاحب کو کئی دنوں سے خفیہ خطوط مل رہے ہیں؟

نہیں میں اس سلسلے میں کچھ نہیں جانتی کہ کون دھمکیوں بھرے خط بیج رہا ہے؟

مگر بیگم صاحبہ آپکو کیسے علم ہوا کہ خطوط دھمکے بھرے تھے؟

جبکہ فیاض صاحب نے ابھی کچھ کہا ہی نہیں؟

عمران کی بات سن کر بیگم رضیہ کچھ گھبرا سی گئی۔۔

پا۔۔پا۔۔پانی۔۔۔۔رشید۔۔۔

رشید فوراً پانی کا گلاس میڈیم رضیہ کو تھما تا ہے۔

دراصل میں نے اندازہ لگایا بمشکل اسکے حلق سے الفاظ نکلے۔"

بیگم رضیہ آپ فالتو کے اندازے کیوں لگا رہی ہے؟ آپ تو ایک فیشن ایبل خاتون ہے۔

عمران الماری کی جانب جاتا ہے وہاں سے ایک پیڈ اٹھاتا ہے۔

آٹوگراف پلیز۔۔۔کیپٹن فیاض کی جانب پیڈ بڑھاتا ہے۔

فیاض اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر کچھ لکھے گا نہیں تو عمران اسکی مٹی یہی پلید کردے گا۔

مجبوراًاس نے ایک شعر لکھا۔

پھراس نے چودھری صاحب کے سامنے پیڈ رکھا آٹوگراف پلیز۔۔۔

چودھری خلیق الدین نے خوش دلی سے کچھ لکھ دیا۔۔

پھرعمران نے سیٹھ کریم کے سامنے پیڈ رکھا۔

تو سیٹھ صاحب کا غصہ آ گیا۔۔۔

ارے جناب یہ کیا احمقانہ حرکات ہے؟

لکھ لیجئے کیا جاتا ہے؟ چودھری صاحب نے کہا۔

آپ تو ایسے ڈر رہے ہیں سیٹھ کریم صاحب جیسے چودھری صاحب کے ڈیل کے کاغذات پے اپنی جعلی دستخط کر رہے ہو اور پکڑے گئے ہو۔

عمران نے لاپرواہی سے کہا۔۔

یہ بات سن کر بیگم رضیہ پانی پیتے پیتے کھانسنے لگتی ہے۔

کچھ بہت ہی بدتمیز قسم کے انسان ہے آپ سیٹھ کریم غرانے لگے۔"

اسکے بعد عمران نے پیڈ بیگم رضیہ کے سامنے رکھا میڈیم آٹوگراف پلیز۔۔

ناچاہتے ہوئے بھی اس نے کچھ نہ کچھ لکھ ڈالا۔۔

عمران خوشی سے وہ پیڈ لے کر آرام سے اچھے بچے کیطرح نچھے قالین پر بیٹھ گیا۔

فیاض نے دوسرا سوال منیجر رشید سے کیا۔

کیا آپ جمی نامی ایکٹریشن کو جانتے تھے؟

نہیں جناب مجھے تو علم نہیں تھا انہیں دراصل میڈیم رضیہ کے پرسنل سیکرٹری لائے تھے۔

اوہ! اچھا تو یہ بات ہے۔

بیگم رضیہ ٹشو سے ماتھے پے میک اپ کو ٹھیک کرتی ہے گھبراہٹ سے۔

جمی ہمارے حراست میں ہے اور اس نے اقرار جرم کرلیا ہے کہ فون پر ایک شخص نے اسے رقم دی تھی فانوس میں خرابی پیدا کرنے کی۔

نہیں میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا منیجر رشید نے صاف انکار کردیا۔"

تم نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے رشید۔

نہیں چودھری صاحب میں سچ بول رہا ہوں۔"

کیا ہوا پرنس بچے! کیوں چھپ بیٹھے ہو؟

آں۔۔۔۔نہیں چھپ تو نہیں البتہ میں یہ سوچ رہا تھا کہ ارمان فلم میں وحید مراد کی شادی زیبا سے ہوئی یا نہیں؟

" کیا بکواس ہے۔" سیٹھ کریم غصے سے بولے۔

"ہاں بکواس تو تھی ہی! عمران نے احمقانہ انداز سے ہاتھ نچا کے کہا۔

ہمارا معصوم ہنڈسم علی عمران کتنا حسین ہے نہ۔۔

کھڑکی سے وہی خاتون پردے ہٹا کے پھر سے بولی۔

کمرے میں موجود سب اہلکار بیاختیار قہقہے لگانے لگی۔

عمران شرمانے لگا۔۔۔

شکریہ نگینہ آنٹی۔

ختم شد۔